روبینہ شہناز

اردو املا

زبانیں مختلف مراحل سے گزر کر صدیوں میں املا اور ابلاغ و اظہار میں پختگی کی منزل تک پہنچتی ہیں اس دوران علمائے لسانیات، نقادفن اور محققین حروف تہجی الفاظ اور جملوں کی ساخت سے متعلق پیدا ہونے والے مسائل پر غور و فکر اور ان کے حل تلاش کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ دنیا کی ہر زبان کو تشکیل کے ان مراحل سے گزرنا پڑتا ہے تب کہیں وہ مختلف موضوعات پر اظہار کے قابل ہوتی ہے اردو زبان اس اعتبار سے ایسی زبان ہے جو ابھی اپنے تشکیلی مراحل میں ہے اور اسے ابلاغ و اظہار اور قواعد میں پختگی کا وہ درجہ حاصل کرنے میں کچھ وقت لگے گا جو مثلاً لاطینی ،یونانی،عبرانی،سنسکرت اور عربی زبانوں کو حاصل ہے لیکن یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے کہ اس نے دو سو سال کے عرصے میں جو زبانوں کی زندگی میں بہت تھوڑا عرصہ ہے،تخلیق ادب کی صلاحیت حاصل کر لی ہے اور اس میں مختلف موضوعات پر تخلیقات کا معتدبہ ذخیرہ جمع ہو گیا ہے جسے دنیا کی کسی بھی زبان کی تخلیقات کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے لیکن چونکہ یہ ابھی اپنی پختگی کی منزل کو نہیں پہنچی ہے لہٰذا اس میں کئی خامیاں ہیں جن پر مسلسل تحقیق کرنے کی ضرورت ہے ہمارے اہل علم اس پر مصروف عمل ہیں اس خیال کے پیش نظر راقم الحروف نے بھی اس کے ایک پہلو کا مطالعہ کیا جس کا تعلق اردو املا سے ہے اور اسی کے نتائج یہاں پیش کیے جا رہے ہیں۔

جب ہم اردو رسم الخط پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں دو خامیاں نمایاں نظر آتی ہیں پہلی یہ کہ زبان کی کشمکش حیات میں وہ پریس اور ٹائپ کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اور دوسری یہ کہ املا تلفظ کی صحیح نمائندگی نہیں کرتا یہ صورت بالخصوص بعض ہندی الفاظ کے املا

Scanned by CamScanner

کے سلسلے میں پیش آتی ہے جو اردو میں مستعمل ہو گئے ہیں ۔کمپیوٹر اور لیزر پرنٹنگ نے پہلی خامی کا تو ازالہ کر دیا ہے لیکن دوسری خامی اب بھی موجود ہے اور زیر نظر بحث میں اسی خامی کو پیش نظر رکھا گیا ہے ۔انفرادی تجاویز فکر انگیز بھی ہوتی ہیں اور مسائل کے حل کے سلسلے میں کسی حد تک رہنمائی بھی کرتی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ قومی سطح پر قبول بھی کر لی جائیں تاوقتیکہ کوئی اہم ادارہ ان کی پشت پناہی نہ کر رہا ہو ۔یہ ایک حقیقت ہے کہ زمانے کی قدامت پسندی تحریر میں اور انقلابی اصلاحات میں آڑے آتی ہے اس وجہ سے انقلابی اصلاحات کی تجاویز نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتیں۔ ہاں رسم الخط کی موجودہ صورت کو برقرار رکھتے ہوئے اگر کوئی اصلاحات تجویز کی جائیں تو ان کے قابل قبول ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

یہ تسلیم کر لینے میں تامل نہیں کہ ایک زبان کا رسم الخط اسی زبان کے الفاظ کے لیے موزوں ہوتا ہے بصورت دیگر یہ کسی دوسری زبان کے الفاظ کو پوری صحت کے ساتھ ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر اگر ہم اردو کے الفاظ رومن رسم الخط میں یا انگریزی کے الفاظ دیوناگری رسم الخط میں لکھیں تو ہمیں تلفظ کے سلسلے میں بڑی دقت پیش آئے گی اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس کی ضرورت بھی نہیں۔ ایک اور پہلو جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے یہ ہے کہ ایک زبان کا رسم الخط کم از کم اپنی زبان کے الفاظ کا درست تلفظ ادا کرنے پر اتنی قدرت رکھتا ہو کہ تلفظ کا حق ادا ہو جائے لیکن اس تقاضے کو بھی سو فیصد پورا نہیں جا سکتا۔ مکمل صحت کے ساتھ تلفظ کی ادائیگی صرف بین الاقوامی صوتیاتی رسم الخط میں ممکن ہے لیکن وہ اتنا پیچیدہ اور مفصل ہے کہ روزانہ کی ضروریات کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ اپنی بناوٹ کے اعتبار سے عجیب و غریب ہے۔ سائنٹفک طریقوں سے مسائل کا حل زیادہ جامع ہوتا ہے لیکن یہاں یہ طریقہ بھی کارآمد ثابت نہیں ہو رہا۔ایسی صورت میں ہمارا نصب العین صرف یہی ہے کہ ہمارا رسم الخط اس انداز سے ترتیب دیا جائے کہ وہ اپنی زبان کے الفاظ اور ان الفاظ کا صحیح تلفظ ادا کرنے کے قابل ہو جو

Scanned by CamScanner

دوسری زبانوں سے در آئے ہیں۔ رسم الخط کے ساتھ تلفظ اور تلفظ کے ساتھ صوتیات کا براہ راست تعلق ہے۔لہذا رسم الخط پر قلم اٹھانے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے صوتیات کی کچھ مبادیات کا ذکر دیا جائے جس کے بغیر نہ تو رسم الخط میں خامیوں کی نوعیت کا ہی صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور نہ ان خامیوں کا کوئی قابل عمل حل تجویز کیا جاسکتا ہے۔ بعض اوقات چند خامیوں کی درستی ان سے بڑی خامیوں کو جنم دے دیتی ہے۔لہذا حقیقت کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

صوتیات کے سلسلے میں سب سے پہلے ہم حروف علت پر غور کرتے ہیں۔ یوں تو لسانیات میں حروف علت کے لیے''مصوتہ'' اور حروف صحیح کے لیے''مصمتہ'' کی اصطلاحیں موجود ہیں لیکن اس مضمون کو عام فہم بنانے کی غرض سے ان اصطلاحات سے گریز کیا جائے گا۔ عام طور سے اردو میں جو حروف علت ہیں وہ ہندی میں بھی مستعمل ہیں۔آ۔ و۔ اُو۔ اِی۔ے۔اے۔ اَو لیکن مختلف اردو الفاظ کے تلفظ پر غور کرنے سے تین حروف علت اور سامنے آتے ہیں۔خفیف اے۔خفیف ای خفیف او۔ یہ حروف علت عام طور سے''ہ'' یا''ح'' سے پہلے بولے جاتے ہیں۔ رسم تحریر میں ہم خواہ ان کی جگہ زیر،زبر، پیش ہی لکھیں لیکن اردو میں ہم ان موقعوں پر زبر کو خفیف اے میں۔زیر کو خفیف ای اور پیش کو خفیف او میں بدل لیتے ہیں جن کی مثالیں یہ ہیں ان میں پہلا لفظ عربی ہے دوسرا فارسی تیسرا ہندی اور چوتھے میں یہ حروف علت لفظ کی ابتدا میں ہیں:

خفیف اے: محفل ۔ بہبود ۔کہنا۔احمق،

خفیف ای: محنت ۔بہتر۔سہرا۔ احترام،

خفیف او: محسن۔مہر۔کہرام۔عہدہ۔

اس اعتبار سے اردو میں کل دس حروف علت مستعمل ہیں۔ان کے لیے زیر،زبر پیش الٹا پیش اور مد جیسی علامتیں بھی وضع کی گئی ہیں لیکن ابھی وہ عام طور سے برتی نہیں جاتی ہیں۔ ان میں تین حروف علت کے متعلق جن کا ذکر بعد میں کیا گیا مزید بحث کی

متقاضی ہے لیکن اس مختصر مضمون میں زیادہ تفصیلات پیش نہیں کی جاسکتیں۔

صریح حروف علت کے لیے جو علامتیں موجود ہیں وہ بالکل واضح ہیں اور انھیں برتا جائے تو کوئی قباحت پیدا نہیں ہوتی۔ عام طور سے اردو تحریر میں زیر زبر پیش کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ محاورے کی بنیاد پر الفاظ کا تلفظ ادا کیا جاتا ہے صرف ''مد'' کا التزام استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے بغیر الفاظ کے تلفظ میں ایک قباحت پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ معنی بھی بدل جاتے ہیں مثلاً آنا کو اگر مد کے بغیر لکھا جائے تو اس کا املا ہوگا ''انا'' اب اسے آنا'' بھی پڑھا جا سکتا ہے جس کے معنی آنا سے بالکل مختلف ہوں گے اسی طرح آداب کو مد کے بغیر لکھا جائے تو اداب پڑھا جائے گا اور وہ بے معنی ہوگا عربی زبان میں اعراب کا ایک مکمل نظام موجود ہے جو ہمیں قرآن حکیم میں نظر آتا ہے۔ جو عجمیوں کے لیے ہے تاکہ وہ تلفظ کی غلطی نہ کرنے پائیں کیونکہ اس سے بعض اوقات الفاظ کے معنی بدل جاتے ہیں اور قرات قرآن میں اس کی اجازت نہیں لیکن عرب اہل زبان اس عبارت کو اعراب کے بغیر بھی محاورے کی بنیاد پر صحیح پڑھتے ہیں چنانچہ عربی کی کتابوں، رسالوں اور اخبارات میں عبارت اعراب کے بغیر ہی لکھی جاتی ہے اور بالعموم صحت کے ساتھ ہی پڑھی جاتی ہے۔ یہی صورت اردو میں بھی ہے کہ اس میں ''مد'' کے علاوہ حروف علت کی دیگر علامتیں جو واضح ہیں اور رسم الخط میں استعمال کی جا سکتی ہیں، استعمال نہیں کی جاتیں ان واضح علامتوں سے قطع نظر جو صریح حروف علت کے لیے استعمال کی جاتی ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ چند خفیف حروف علت بھی ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے کیا گیا ہے ان کا صحیح تلفظ ادا کرنے کے لیے وہ علامتیں کار آمد ہیں جو صریح حروف علت کے لیے وضع کی گئی ہیں یہ ایک مسئلہ ہے جس کا حل تلاش کیا جانا چاہیے تھا۔اردو بورڈ نے اس کا حل چند علامتیں وضع کرکے پیش کیا تھا مثلاً زیر معروف کے لیے (ِ) اور زیر مجہول یا خفیف اے کے لیے (ۓ) علی ہذا القیاس لیکن یہ علامتیں اس وجہ سے رواج نہ پا سکیں کہ ہاتھ سے لکھتے وقت یا چھپائی کے دوران ان کی صحیح شکل قائم رکھنا مشکل ہوجاتا

ہے لہذا ہمارے نزدیک یہ سو فیصد قابل عمل حل نہیں ہے۔

اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ مشق اور محاورے کے سہارے عبارت بڑی حد تک صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے خواہ اس کا املا علامتوں کے بغیر ہی کیوں نہ کیا گیا ہو تو پھر علامتوں کی اس الجھن میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مشق کے لیے تو بہرحال اس کی ضرورت ہے کیونکہ محاورہ مشق کے بعد پروان چڑھتا ہے لہذا زبان کی ابتدائی تعلیم کے دوران املا اور تلفظ میں مطابقت قائم کرنے کے سلسلے میں مناسب اور قابل عمل علامتوں کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بصورت دیگر زبان کے پورے نظم کو بڑا دھچکا لگتا ہے یہ علامتیں مبتدیوں کے لیے ازبس ضروری ہیں۔ اس میں وہ غیر ملکی طلبہ بھی شامل ہیں جو یہاں اردو زبان سیکھنے آتے ہیں اور جو اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ انہیں جو کچھ پڑھایا جائے وہ اصول وقواعد واضح علامات پر مبنی ہوں۔

اردو رسم الخط میں صریح حرف علت کے لیے تو علامات موجود ہیں جو دستی تحریر یا چھاپے کے لیے یکساں طور پر کارآمد ہیں۔ کیونکہ یہ واضح طور پر لکھی اور پڑھی جاسکتی ہیں۔ مسئلہ خفیف حروف علت کے سلسلے میں پیدا ہوتا ہے ہمارے نزدیک اس کے دو حل ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ اگر علامات مقرر کرنا اہل علم کے نزدیک ناگزیر ہی ہو تو ایسی علامات وضع کی جائیں جو بالکل واضح ہوں مثلاً زبر۔ زیر۔ پیش اور مد تو بالکل واضح ہیں ان کے لکھنے یا پڑھنے میں کوئی مشکل نہیں۔ اب اگر خفیف حروف علت کے لیے ایسی علامات تجویز کی جائیں کہ زیر کو یا زبر کو بائیں طرف خفیف سا موڑ دیا جائے تو اس سے کماحقہ، علامت وضع کرنے کا حق ادا نہیں ہوتا اب عربی رسم الخط میں بھی تو علامتیں ہیں لیکن وہ اتنی واضح ہیں کہ لکھنے اور پڑھنے میں کہیں کوئی مشکل پیدا نہیں ہوتی۔ اس کا دوسرا حل ہمارے نزدیک یہ ہوسکتا ہے اور جس کا اطلاق خفیف حروف علت کے علاوہ حروف صحیح کی ایسی آوازوں پر بھی ہوگا جو اردو میں مستعمل نہیں کہ ایسے الفاظ جو اردو یا کسی بھی زبان کے ہوں جنہیں اردو میں اپنا لیا گیا ہو اور ان میں خفیف حروف علت یا تلفظ کا مسئلہ ہو اور اسی وجہ سے املا

Scanned by CamScanner

کو بھی تو انہیں صرتح حروف علت کے سانچوں ہی میں ڈھال لیا جائے اور نامانوس آوزوں کو اردو کی مانوس آوازوں سے بدل کر اسے اردو میں جذب کر لیا جائے۔ مثلاً انگریزی کا ایک لفظ بٹن ہے انگریزی تلفظ کے مطابق بٹن بولا جاتا ہے یعنی ''ب'' پر زبر'' ٹ'' پر سکون اور''ان'' پر بھی سکون لیکن اردو میں جس تلفظ کے ساتھ یہ استعمال ہوتا ہے وہ بٹن ہے یعنی ''ب'' پر زبر'' ٹ'' پر زبر اور'' ان'' پر سکون۔ اسی طرح ہندی کا لفظ''روان'' ہے جو ہندی تلفظ کے مطابق'' راونڑ'' ہے یعنی غنہ کے ساتھ''ڑ'' کی آواز بھی ہے اب کیا ضرور ہے کہ بٹن اور روان کو ان کے انگریزی اور ہندی تلفظ کے ساتھ ہی اردو میں لکھیں اور بولیں۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم انہیں ان کے املا اور تلفظ کے ساتھ مورد کر لیں جس طرح یہ دونوں لفظ بالکل فطری انداز سے عوام کی زبانوں پر چڑھ گئے ہیں اور لکھے جاتے ہیں اور کوئی قباحت پیدا نہیں ہوتی لیکن جب یہ عمل فطری انداز میں نہیں بلکہ مصنوعی انداز میں صورت پذیر ہوتا ہے تو قبول عام حاصل نہیں کر پاتا۔

حروف علت کے بارے میں املا سے متعلق کچھ گفتگو سطور بالا میں ہوئی اب کچھ باتیں غنہ سے متعلق، کیونکہ اس کا تعلق بھی املا اور تلفظ سے بہت زیادہ ہے غنہ کی آواز اسے کہتے ہیں جس کے ادا کرنے میں سانس ناک کے خلا کا راستہ بند ہوجاتا ہے اور تمام ہوا صرف منہ سے نکلتی ہے''م'' اور''ن'' کو ادا کرتے وقت ہوا منہ سے نہیں نکلتی صرف ناک سے نکلتی ہے۔ سادہ حروف علت کو ادا کرتے وقت بھی ہوا محض منہ سے نکلتی ہے اور ناک کا خلا بند رہتا ہے لیکن غنا کے مصوتوں کے ادا کرنے میں ہوا بہ یک وقت منہ اور ناک دونوں سے نکلتی ہے یہ تعداد میں بارہ ہیں جن کی مثال کے لیے ایک ایک لفظ ملاحظہ فرمائیے:

سینک۔ چاند۔ سینک۔ مہندی۔ قینچی۔ گنوار۔ سانس۔ سونف۔ پنچ۔ سونٹھ۔ کنواں۔ گھونٹ

بین الاقوامی صوتیاتی رسم الخط میں غنائی مصوتے کے اوپر( ) کا نشان بنا دیا جاتا

Scanned by CamScanner

ہے لیکن اردو میں چونکہ یہ الف ممدودہ کے استعمال ہوتا ہے اس لیے ہمارے مصرف کا نہیں۔ تو پھر اس مسئلے کو کیسے حل کیا جائے کیا ''ن'' کی جگہ ''ں'' یعنی نقطے کے نیچے ایک ہلال بنادینے سے بات بن سکتی ہے اور اس سے املا میں کوئی قباحت تو پیدا نہیں ہوگی یہ مسئلہ اس لحاظ سے غور طلب ہے کہ غنہ کی علامت کے بغیر ایسے الفاظ کا تلفظ ادا کرتے وقت غنہ کے بجائے ''ن'' بالاعلان ادا کرنے کا احتمال موجود ہے مثلاً ''چاند'' کو ''چا-نْد'' اور ''گنوار'' کو گن وار پڑھا جاسکتا ہے لہذا اگر نقطے کے نیچے ہلال بنا دینے والی علامت قابل قبول یا قابل عمل نہ ہو تو کوئی اور علامت اس مقصد کے لیے مقرر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

ایک اور مسئلہ ان الفاظ کا ہے جو ہندی یا انگریزی سے اردو میں آ گئے ہیں اور جن کا پہلا حرف ساکن ہوتا ہے مثلاً سکول اور ستھان وغیرہ ان لفظوں کا پہلا حرف ''س'' اپنی زبانوں میں ساکن ہے لیکن اردو میں یہ الفاظ الف بالکسرہ کے ساتھ مستعمل ہیں۔یعنی ''اسکول'' اور ''استھان'' یہاں یہ بات فیصلہ طلب ہے کہ کیا اردو میں ان کا تلفظ وہی ہونا چاہیے جو انگریزی اور ہندی میں ہے اگر اس کا جواب اثبات میں ہو تو پھر ان الفاظ کے پہلے حرف کو ساکن ادا کرنے اور اس کے املا کے لیے کوئی علامت مقرر کرنی ہوگی کیونکہ اردو میں سکون کی علامت ''جزم'' یہاں کارآمد نہ ہوگی لیکن اس کے برعکس یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں الف، بالکسرہ کے ساتھ اردو میں قبول کرلیا جائے تو پھر کوئی علامت مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور تلفظ اور املا جو رواج پاچکا ہے برقرار رہے گا۔

•••○•○•••

Scanned by CamScanner